40

جلسہ سالانہ کے سلسلہ میں اہم ہدایات

(فرمودہ 11 دسمبر 1942ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

"مَیں نے پچھلے جمعہ اس بات کا اعلان کیا تھا کہ ایک ضروری امر جس کا تعلق تحریک جدید سے ہے۔ اس کے متعلق کچھ بیان کرنا چاہتا تھا لیکن وقت کی کمی کی وجہ سے بیان نہیں کر سکا اور کہ مَیں آئندہ خطبہ میں اسے بیان کروں گا لیکن بعد میں غور کرنے سے مَیں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ابھی اس بات کو بیان نہ کروں۔ اس وقت جلسہ کے قرب کی وجہ سے بھی ضرورت ہے کہ اس کی طرف دوستوں کو توجہ دلاؤں۔ اس لئے مَیں موعودہ مضمون کو ملتوی کرتے ہوئے دوستوں کو جلسہ سالانہ کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔

سب سے پہلے تو مَیں باہر کے احباب کو خطبہ کے ذریعہ اس امر کی اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ اس سال ریلوں کے سفر میں بہت کچھ دقّت پیدا ہو گئی ہے جہاں بڑے بڑے اجتماع ہوتے ہیں وہاں تو اس سال گورنمنٹ نے مسافروں کا آنا بالکل روک دیا تھا۔ ہمارا جلسہ سالانہ اتنا بڑا اجتماع تو نہیں ہوتا کہ اس کی وجہ سے گورنمنٹ پر کوئی زیادہ بار پڑے جن کو روکنے کی گورنمنٹ کو ضرورت پیش آئی۔ وہ تو ایسے تھے جن میں دو دو، تین تین لاکھ آدمی جمع ہوتے تھے لیکن ہمارے جلسہ پر تو ریل کے رستہ آنے والوں کی تعداد گیارہ بارہ ہزار ہوتی ہے۔ باقی زیادہ تر ایسے لوگ ہوتے ہیں جو ارد گرد کے علاقوں سے پیدل یا گھوڑیوں پر یا دوسرے ذرائع سے اور بعض موٹروں اور لاریوں میں آجاتے ہیں۔ جو لوگ ایام جلسہ سے کئی کئی روز قبل آجاتے ہیں ان کو بھی اگر شامل کر لیا جائے تو ریل سے آنے والوں کی تعداد 12، 13 ہزار کے قریب

ہو جاتی ہے اور یہ تعداد ایسی نہیں کہ جس کا بار ریلوے پر خاص طور پر پڑتا ہو۔ اتنی تعداد میں تو لوگ بڑے شہروں میں یوں بھی آتے رہتے ہیں۔ پس مَیں امید تو نہیں کرتا کہ یہ اجتماع حکومت پر کوئی ایسا بار ہو کہ وہ اس کے لئے سہولت بہم پہنچانے کے لئے تیار نہ ہو لیکن اگر گورنمنٹ سہولت بہم پہنچائے تو بھی وہ ایسے پیمانہ پر نہ ہو گی کہ جس پر گزشتہ سالوں میں وہ انتظام کرتی رہی ہے۔ اس لئے مَیں دور سے آنے والے دوستوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ اگر وہ اس سال جلسہ میں شمولیت کرنا چاہتے ہیں تو کچھ دن زیادہ نکال کر آئیں مثلاً کوشش کریں کہ بیس تاریخ کے قریب قریب قادیان پہنچ جائیں اور جلسہ کے ختم ہونے کے چار پانچ روز بعد یہاں سے روانہ ہوں تا اس طرح ان ملازموں کے لئے جو فوراً واپس جانے پر مجبور ہوں یا قریب کے لوگوں کے لئے گاڑیوں میں زیادہ جگہ مل سکے۔

دوسری بات جو مَیں کہنا چاہتا ہوں وہ ایسی ہے کہ قریب کے لوگوں کو بھی چاہئے کہ اسے مد نظر رکھیں جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے اگر گورنمنٹ نے کوئی انتظام کیا تو بھی اس سال گاڑیوں میں زیادہ بھیڑ ہو گی اور ایک کی جگہ دو آدمیوں کو مل سکے گی۔ پس اس مشکل کو مد نظر رکھ کر گھروں سے نکلنا چاہئے۔ جب انسان تکلیف کا پہلے سے اندازہ کر لیتا ہے تو وہ اسے کم معلوم ہوتی ہے۔ پس اگر کوئی ایسے آدمی ہوں جو مراق کے مریض ہوں یا دل کی دھڑکن کے مرض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ہجوم کی برداشت نہ کر سکتے ہوں انہیں یا تو آنا نہیں چاہئے اور یا بٹالہ سے دوسری سواری میں آنا چاہئے کیونکہ ریلوں میں جس قسم کا ہجوم ہو گا ایسے لوگوں کے لئے اس کا برداشت کرنا مشکل ہو گا۔ ہماری طرف سے کوشش ہو رہی ہے کہ گورنمنٹ اگر زیادہ گاڑیاں نہ چلائے تو کم سے کم کچھ دنوں کے لئے اتنی ہی چلا دے جو پہلے یہاں عام طور پر چلتی تھیں۔ پہلے یہاں چار گاڑیاں روزانہ آتی تھیں اور جلسہ کے ایام میں سپیشل گاڑیاں ان کے علاوہ چلائی جاتی تھیں۔ اس دفعہ کسی سپیشل گاڑی کی امید تو حد سے زیادہ ہے لیکن کوشش ہو رہی ہے کہ کم سے کم اتنی تو چلا دی جائیں جو پہلے عام حالات میں روزانہ چلا کرتی تھیں۔ یہ بھی موجودہ لحاظ سے تو سپیشلیں ہی ہو جائیں گی لیکن دراصل پرانے عام قاعدے کی حد تک پہنچیں گی۔

اس وقت یہاں صرف دو گاڑیاں آتی ہیں اگر ایک یا دو اَور چلا دی جائیں تو اصطلاحی رنگ

میں تو یہ سپیشل کہلائے گی لیکن اصل میں اتنی ہی ہوں گی جتنی عام قاعدے کے مطابق چلا کرتی تھیں۔ اگر یہ انتظام ہو بھی جائے تو بھی سلسلہ کے افسروں کو اس امر کی کوشش کرنی چاہئے کہ اگر ہو سکے تو بٹالہ میں کرایہ پر چلنے والی کچھ لاریوں کا انتظام بھی کر لیا جائے تا اگر ریل پر تمام سواریوں کے لئے گنجائش نہ ہو یا ایسے وقت میں وہاں سواریاں پہنچیں کہ گاڑی نہ مل سکتی ہو تو وہ یہاں پہنچ سکیں۔

اس دفعہ جلسہ کی تاریخ بھی ایک دن پہلے کر دی گئی ہے 25، 26، 27 تاریخیں مقرر ہوئی ہیں بجائے 26، 27، 28 کے۔ کیونکہ اس سال حکومت نے چھٹیاں انہی تاریخوں میں رکھی ہیں۔ 27 کو تو اتوار ہے اور 25، 26 کو تعطیل ہے۔ پس تاریخ ایک دن پہلے کر دی گئی ہے تا لوگ آسانی سے شامل ہو سکیں پھر بھی ہماری جماعت کے ہزاروں آدمی ایسے ہیں جو اس سال شامل نہ ہو سکیں گے۔ ہماری جماعت کے کم سے کم چھ سات ہزار آدمی لڑائی پر یا لڑائی سے متعلقہ بعض دوسرے کاموں پر جا چکے ہیں۔ ایک ہزار رنگروٹ تو صرف قادیان اور اس کے نواحی علاقہ سے ہی گیا ہے۔ ایسی صورت میں یہاں اجتماع محدود ہو گا۔ زیادہ تر جوان اور کمانے والے لوگ ہی آتے ہیں اس لئے مَیں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ جن کو توفیق ہو۔ وہ اس سال ضرور پہنچیں تا جو لوگ اس سال نہ آ سکیں گے۔ یہ ان کے قائمقام ہو سکیں۔ بیرونجات سے جن غیر احمدیوں کو دوست ساتھ لاتے ہیں ان کے متعلق مَیں پہلے بھی یہ بتا چکا ہوں کہ وہ بالعموم احمدیت کو قبول کر لیتے ہیں لیکن مَیں دیکھ رہا ہوں کہ گزشتہ دو چار سال سے کچھ ایسے لوگ بھی یہاں آنے لگے ہیں جو صرف دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو جہاں لانے والوں کو نہ تو خود کوئی فائدہ ہو سکتا ہے، نہ آنے والوں کو اور نہ سلسلہ کو۔ اس لئے دوست خیال رکھیں کہ صرف ایسے لوگوں کو ساتھ لائیں جو سنجیدگی سے سچائی کو قبول کرنے پر غور کرنے والے ہوں۔ جلسہ دیکھنا، جلسہ منانا اور لطف اٹھانا کوئی ایسی چیز نہیں کہ اس کے لئے دوست اپنے گھروں سے جائیں اور دوسروں کو یہاں آنے کی تحریک کریں۔ جن لوگوں کو ساتھ لایا جائے وہ خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھنے والے ہوں لیکن ایسے ہوں جن کے اندر تحقیقات کا مادہ ہو۔ مجاوروں کی سی طبیعت کے لوگ نہ ہوں۔ جن میں تحقیق کا مادہ ہی نہ ہو۔

ایسے لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم بہت وسیع الخیال ہیں۔ چلو ان کے جلسہ میں بھی ہو آئیں۔ ایسے لوگ ہمارے کام کے نہیں بلکہ ان کے آنے سے نقصان ہوتا ہے کیونکہ بعض مخلص احمدی ان کی مہمان نوازی کی وجہ سے جلسہ میں شامل ہونے سے محروم رہ جاتے ہیں حالانکہ یہ لوگ دراصل مہمان نہیں بلکہ سیاح ہوتے ہیں۔ اس قسم کے لوگوں کو یہاں لانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ جو لوگ ایسے لوگوں کو لاتے ہیں ان کو یہ کہنے میں کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ مَیں بھی ایک آدمی لایا ہوں۔ ایسے لوگ آدمی کہاں ہوتے ہیں۔ آدمی تو اسے کہتے ہیں جو تحقیق کا مادہ رکھتا ہو۔ ایسے لوگ جو اس غرض سے یہاں آتے ہیں کہ لوگوں کو یہ بتائیں کہ وہ بہت وسیع الخیال ہیں اور احمدیوں سے بھی میل جول رکھتے ہیں ان کو لانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ایسے لوگ سیاسی انجمنوں کو زیب دیتے ہیں کیونکہ ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ اندر ہی اندر ایسے وسائل بھی جمع کریں اور جتھے تیار کریں جن سے کسی وقت دوسری قوم میں سیندھ لگا سکیں۔ مذہبی جماعتوں کو ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں۔ پس جو لوگ تو سچائی کی تلاش کے لئے آنا چاہیں وہ ہمارے سر آنکھوں پر۔ لیکن جو اس غرض کو لے کر نہیں آتے وہ اپنے گھر خوش رہیں اور ہم اپنے گھر خوش ہیں۔

پھر دوست اپنے ساتھ چلنے والے تمام لوگوں کو اچھی طرح یہ بھی سمجھا دیں کہ یہاں آنا سراسر دینی اغراض کے لئے ہے۔ ہر سال سمجھانے کے باوجود تقریروں کے وقت کئی لوگ باہر پھرتے رہتے ہیں اور باتیں کر کے شور کرتے ہیں۔ جب ان سے کہا جائے تو ان کو ساتھ لانے والے احمدی کہہ دیتے ہیں کہ یہ احمدی نہیں۔ ہمارے ساتھ آئے ہیں حالانکہ جب وہ ان کے ساتھ آئے ہیں تو ان پر ان کا اثر بھی ضرور ہو گا اس لئے اس اثر کو استعمال کر کے انہیں اس حرکت سے باز رکھنا چاہئے۔ جس کی وجہ سے جماعت کے لوگوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ ایسے لوگ جلسہ گاہ کے باہر کھڑے ہو کر آپس میں باتیں کرتے رہتے ہیں۔ جس سے شور ہوتا ہے اور تقریریں سننے والے بھی اچھی طرح نہیں سن سکتے اس لئے مَیں دوستوں کو پھر نصیحت کرتا ہوں کہ وہ یہاں آ کر جلسہ گاہ میں آرام سے بیٹھ کر تقریروں کو سنیں۔ اگر کوئی بیمار یا کمزور ہے تو اس میں کوئی خوبی کی بات نہیں کہ وہ جلسہ گاہ میں ضرور آئے اور پھر ہر دس منٹ کے بعد

وہاں سے اٹھ کر باہر جائے۔ ایسے شخص کو چاہئے کہ رہائش گاہ پر ہی رہے۔ جلسہ گاہ کے قریب شور کرنا ٹھیک نہیں۔ ایک اَور ضروری نصیحت مَیں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جب کوئی شخص کسی عبادت گاہ کی طرف جاتا ہے تو اس کے جانے کا کوئی نہ کوئی نتیجہ اللہ تعالیٰ ضرور نکالتا ہے۔ بعض کام بظاہر بے نتیجہ سمجھے جاتے ہیں اس لئے کہ ان کا نتیجہ ظاہر میں دکھائی نہیں دیتا ورنہ کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ اور ذلیل سے ذلیل کام بھی ایسا نہیں جس کا کوئی نتیجہ نہ ہو۔ کم سے کم ایسا کوئی کام بے نتیجہ نہیں ہوتا جس پر دین کا لیبل لگ جائے۔ جو شخص حج کے لئے جاتا ہے وہ یا تو پہلے سے بہت زیادہ نیک بن کر لوٹے گا اور یا بہت بدمعاش بن کر آئے گا۔ اگر وہ نیک نیتی سے گیا اور اس نے عقل اور سمجھ سے کام لیا تو اس کے دل پر پہلے سے زیادہ نیکی کا اثر ہو گا لیکن اگر وہ خواہشِ نفس کے لئے گیا ہے یا اس لئے گیا ہے کہ اس کا لوگوں میں اعزاز بڑھ جائے یا رسم ورواج کے ماتحت گیا ہے یا اس لئے گیا ہے کہ لوگ اسے حاجی کہیں۔ وہ اپنا پہلا ایمان بھی مٹا کر آئے گا اور لچ پن میں بڑھ جائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سنایا کرتے تھے کہ ایک بار سردی کا موسم تھا۔ کسی ریل کے سٹیشن پر کوئی اندھی بڑھیا گاڑی کے انتظار میں بیٹھی تھی۔ اس کے پاس کوئی کپڑا بھی نہ تھا۔ سوائے ایک چادر کے جو اس نے پاس رکھی ہوئی تھی تا جب گاڑی میں بیٹھنے کے بعد تیز ہوا کی وجہ سے سردی محسوس ہو تو اوڑھ لے۔ اس نے وہ چادر پاس رکھی تھی اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اسے ٹٹول لیتی تھی۔ ایک شخص اس کے پاس سے گزرا اور سوچا کہ یہ تو اندھی ہے، اندھیرا ہو چکا ہے، اس لئے کوئی اَور بھی آسانی سے نہیں دیکھ سکتا۔ اس نے چپکے سے وہ چادر کھسکا لی۔ بڑھیا چونکہ بار بار اسے ٹٹولتی تھی اسے پتہ لگ گیا کہ کسی نے چادر اٹھالی ہے۔ اس نے جھٹ آواز دی کہ بھائیا حاجیا میری غریب دی چادر دے جا۔ میرے کول تے ہور کوئی کپڑا اوی نہیں۔ یعنی بھائی حاجی صاحب میری چادر دے دیں۔ مَیں اندھی غریب ہوں اور میرے پاس کوئی اَور کپڑا بھی نہیں۔ وہ شخص فوراً واپس مڑا، چادر تو آہستہ سے اس کے ہاتھ میں پکڑا دی اور کہنے لگا کہ مائی یہ تو بتاؤ۔ تمہیں یہ کس طرح پتہ لگا کہ مَیں حاجی ہوں۔ (حقیقتاً وہ حاجی تھا) وہ بڑھیا کہنے لگی "پُت ایہو جیہے کم حاجی ہی کر سکدے نے۔" یعنی بیٹا ایسے کام سوائے حاجیوں کے اَور کوئی نہیں کر سکتا۔ مَیں اندھی، کمزور، غریب ہوں، سردی کا

موسم ہے اور مَیں بالکل اکیلی ہوں۔ ایسی حالت میں میرا ایک ہی کپڑا چُرانے کی کوئی چور اور ڈاکو بھی جرأت نہیں کر سکتا۔ یہ ایسا کام ہے جسے حاجی ہی کر سکتا ہے۔ تو یہ بات بالکل سچی ہے کہ جو شخص لعنتی خیال سے خدا تعالیٰ کے گھر جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی لعنتیں اس پر اَور بھی زیادہ پڑیں گی۔ اس گھر میں جانے کا فائدہ جب ہو سکتا ہے جب انسان خدا تعالیٰ کا خوف دل میں لے کر جائے ورنہ یقیناً فرشتے اس پر لعنت کریں گے اور کہیں گے کہ اسے یہاں آکر بھی خدا تعالیٰ کا خوف نہیں اور ایسا انسان جب واپس آئے گا تو وہ پہلے سے بھی زیادہ سنگدل اور بدمعاش ہو گا۔ مَیں نے پہلے بھی کئی بار سنایا ہے کہ مَیں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ سورت کا ایک تاجر حج کے لئے گیا لیکن عین ایسے وقت میں جب حاجی ذکرِ الٰہی کرتے ہیں اور ہر ایک کی زبان پر اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ہوتا ہے اور دلوں پر خشیت طاری ہوتی ہے۔ وہ اونٹ پر اردو کے گندے عشقیہ شعر پڑھتا جارہا تھا۔ پھر اس کے ساتھ ظاہری غیرتِ اسلامی اتنی تھی کہ جس جہاز پر مَیں واپس آرہا تھا اسی پر وہ شخص سوار تھا اور میرے کانوں نے خود سنا کہ وہ خدا تعالیٰ کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا کہ اَے خدا یہ جہاز کیوں غرق نہیں ہو جاتا جس میں یہ شخص سوار ہے حالانکہ وہ خود بھی اسی جہاز میں تھا اور اگر جہاز ڈوبتا تو وہ بھی ساتھ ہی ڈوب جاتا۔ پھر اس کی عملی حالت یہ تھی کہ ایک حافظِ قرآن کمزور اور اندھا تھا۔ یہ اس وقت مجھے ٹھیک طرح یاد نہیں کہ وہ اندھا تھا یا نہیں بہرحال کمزور تھا اور غالباً اندھا بھی۔ اس نے مجھے سنایا کہ مَیں نے اس کے پاس چالیس روپے رکھے تھے کہ مجھے جب خرچ کی ضرورت ہو گی، دے دے گا اور میرا خیال تھا کہ یہ امیر آدمی ہے، بددیانتی نہ کرے گا مگر اب مَیں مانگتا ہوں تو دیتا نہیں۔ اس کی دونوں باتیں سن کر مجھے اس سے دلچسپی پیدا ہوئی اور مَیں نے اس سے خود پوچھایا کسی کی معرفت کہلا بھیجا کہ آپ کو یاد ہے۔ جب آپ منیٰ کی طرف جارہے تھے۔ آپ راستہ میں گندے عشقیہ شعر پڑھ رہے تھے۔ آپ کو اس حالت میں حج کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس نے کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ ہماری دکان بہت اچھی چلتی تھی۔ ایک پڑوسی دکاندار حج کر آیا اور اس علاقہ کے لوگوں کی یہ حالت ہے کہ کوئی حج کر آئے تو سب اس کی دکان پر جانا پسند کرتے ہیں۔ اس کے حج کر آنے سے ہماری دکان پر بہت بُرا اثر پڑا۔ اس لئے میرے باپ نے

کہا کہ تم بھی جا کر حج کر آؤ تا ہم بھی بورڈ پر حاجی کا لفظ لکھ سکیں اور اس طرح یہ مصیبت ٹلے۔ تو اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ جب کسی مقدس مقام کی طرف کوئی انسان جاتا ہے اور اس کے دل میں خوفِ خدا ہوتا ہے تو وہ اس کے دل میں اَور بھی زیادہ تقویٰ پیدا کر کے اسے واپس بھیجتا ہے اور جو اخلاص کے ساتھ حج کے لئے جاتا ہے وہ ایمانوں کے ڈھیر لے کر واپس آتا ہے لیکن جو بغیر اخلاص کے جاتا ہے۔ وہ کبھی پہلا ایمان لے کر بھی واپس نہیں آتا۔ یہی حال دوسرے مقدس مقامات کا علیٰ قدر مراتب ہے۔

پس جو دوست جلسہ سالانہ پر آتے ہیں وہ اگر تقویٰ طہارت اور دل میں خوف خدا لے کر آئیں تو جس ایمان کے ساتھ آتے ہیں۔ اسی کے ساتھ واپس نہ جائیں گے بلکہ ان کے ایمانوں میں بہت اضافہ ہو گا۔ مَیں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے اور کئی بار سنا ہے۔ حضور فرمایا کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ کے بزرگوں کے پاس جا کر ایمان کو سلامت لانا بڑی بھاری بات ہے۔ ہم تو اسی کو پکا احمدی سمجھتے ہیں جو قادیان میں آئے یہاں رہ کر جائے اور پھر پکا اور مخلص احمدی رہے۔ پس جو لوگ جلسہ پر آتے ہیں مَیں ان کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اخلاص کے ساتھ آئیں۔ یہاں آکر نمازوں اور دعاؤں کی طرف بہت زیادہ توجہ کریں ورنہ خطرہ ہے کہ وہ پہلا ایمان بھی نہ ضائع کر جائیں۔ جو شخص یہاں آکر اپنے وقت کو بہتر رنگ میں صرف نہیں کر سکتا اس کے لئے بہتر یہی ہے کہ یہاں نہ آئے۔

اس کے بعد مَیں قادیان کے دوستوں کو یہ بات کہنی چاہتا ہوں کہ وہ آنے والے مہمانوں کی خدمت کے لئے خصوصیت سے اپنے نام پیش کریں مَیں نے افسوس کے ساتھ اخبار میں یہ اعلان پڑھا ہے کہ اس سال یہاں مکان نہیں مل سکتے۔ کیا یہاں کے مکان گر گئے ہیں۔ مکان نہ مل سکنے کی دو ہی وجوہ ہو سکتی ہیں یا تو مکان گر گئے ہوں اور یا ایمان گر گئے ہوں۔ مَیں تو اخبار میں یہ اعلان پڑھ کر پسینہ پسینہ ہو گیا اور مَیں نے خیال کیا کہ کیا مکان گر گئے یا ایمان گر گئے۔ مکان تو بہر حال نہیں گرے۔ دوسری صورت یہی ہے کہ ایمان گر گئے ہوں مگر کون احمدی ہے جو یہ سننا برداشت کر سکے کہ یہاں خدا تعالیٰ کے مہمان آنے والے ہیں اور ان کے لئے مکان نہیں مل سکے۔ یہاں گزشتہ سال کی نسبت زیادہ مکان موجود ہیں۔ پھر اگر

ایمان ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ مکان نہ مل سکیں۔ صحابہ کو دیکھو کہ وہ اخلاص میں کتنے بڑھے ہوئے تھے۔ مہاجرین جب مدینہ میں آئے تو رسول کریم ﷺ نے ان کا دل بہلانے کے لئے انصار کو بلایا اور فرمایا۔ ایک ایک کو اپنے ساتھ ملاؤ اور اس طرح ایک برادرانہ رشتہ قائم کر دیا۔ مہاجرین میں سے ایک کو ایک انصاری اپنے گھر لے گئے اور کہا کہ اب تو تم میرے بھائی بن گئے اس لئے میرے باپ کا ورثہ آدھا میرا اور آدھا تمہارا ہوا اور انہیں اپنی آدھی جائیداد بانٹ دی۔ ان کی دو بیویاں تھیں اُس وقت تک پردہ کے احکام نازل نہ ہوئے تھے اس لئے انہوں نے کہا کہ ان میں سے جس کے ساتھ تم شادی کرنا چاہو مَیں اسے طلاق دے دیتا ہوں[1] تو صحابہ میں ایسا اخلاص اور ایسی قربانی کی روح تھی۔ ہماری جماعت بھی مدعی ہے کہ وہ صحابہ کے نقشِ قدم پر چلنے والی ہے اس لئے اسے بھی ان کے طریق پر ہمیشہ خدمت اور قربانی کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ اور مَیں تو یہ خیال بھی نہیں کر سکتا کہ یہاں کے احمدیوں کے لئے چند دنوں کے واسطے اپنے مکان کے کسی حصہ کو چھوڑ دینا محال ہے۔ مَیں تو سمجھتا ہوں کہ اگر کسی مخلص کو یہ بات سمجھا دی جائے تو وہ کپڑے اٹھا کر باہر چل پڑے گا اور کہے گا خواہ مجھے بازار میں سونا پڑے مَیں سوؤں گا آپ مکان لے لیں۔ میرا خیال ہے شاید منتظمین لوگوں کے پاس گئے نہیں۔ ہاں جس کا ایمان سلامت نہیں اس سے بے شک مکان لینا مشکل ہے۔ مومن کو انگیخت کرنا مشکل نہیں اسے صرف مصلحت وقت کے سمجھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر اس سے جو چاہو قربانی کرا لو۔ مومن کا قدم قربانی میں کہیں نہیں رکتا۔ اس نے خدا تعالیٰ سے وہ چیز مانگی ہوتی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی۔ آریوں نے اعتراض کیا تھا کہ محدود اعمال کے نتیجہ میں غیر محدود انعامات کس طرح مل سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا یہ جواب دیا کہ اعمال کے محدود ہونے میں انسان کا دخل نہیں۔ اس نے تو خدا تعالیٰ سے نہیں کہا تھا کہ اسے موت دے دے وہ تو ہمیشہ کے لئے قربانی کرنے کے لئے تیار تھا۔ پس جو غیر محدود قربانی کے لئے تیار تھا۔ اسے کیوں نہ غیر محدود انعام دیا جائے۔ ہاں جس پر بات واضح ہو جائے اور پھر بھی وہ پیچھے نہ ہٹے۔ سمجھ لو کہ اس کے اندر ایمان نہیں۔ اس لئے اسے چھوڑ دو۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے حواریوں کو فرمایا کہ "اگر کوئی تمہیں قبول نہ کرے اور تمہاری باتیں نہ سنے

تو اس گھر یا اس شہر سے باہر نکلتے وقت اپنے پاؤں کی گرد جھاڑ دو۔"[2] ایسا شخص اگر مکان دے بھی دے جس کے دل میں نفاق ہے تو ہم نے ایسے لعنتی مکان کو لے کر کیا کرنا ہے۔ اس میں تو جو رہے گا اس کی کبھی نماز چھوٹ جائے گی، کبھی وضو ٹوٹ جائے گا۔ مَیں کسی مخلص سے یہ امید نہیں کر سکتا کہ اسے یہ واضح کر دیا جائے کہ خدا تعالیٰ کے مہمانوں کے لئے مکان کی ضرورت ہے مگر وہ کہے کہ وہ جہاں چاہیں رہیں یا نہ رہیں۔ مَیں تو اپنے گھر میں آرام سے رہوں گا۔ قادیان میں مکانوں کی کمی نہیں۔ مَیں جانتا ہوں کہ لوگوں نے تنگی کے باوجود یہاں نئے مکان بنائے ہیں۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ مکان نہ مل سکیں۔ میرے نزدیک یہ کارکنوں کی غلطی ہے اور مَیں اس بارہ میں جماعت کو مخاطب کرنا بھی پسند نہیں کرتا۔ کارکنوں کو چاہئے تھا کہ صحیح طریق اختیار کرتے۔ جو یہ تھا کہ اگر ان کو کوئی دقّت پیش آئی تھی تو میرے پاس آتے اور مجھے بتاتے۔ پھر مَیں ان کو صحیح علاج بتاتا لیکن معلوم ہوتا ہے۔ وہ لوگوں کے پاس گئے ہی نہیں اور قبل از وقت اس طرح اعلان اخبار میں کرنا میرے نزدیک جماعت کی ہتک ہے۔ اس لئے مَیں اس بارہ میں جماعت کو مخاطب کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ قصور ان کا ہے جو لوگوں کے پاس گئے نہیں۔ ورنہ کوئی مخلص احمدی کوئی الٰہی تحریک سن کر پیچھے رہ سکے۔ یہ بالکل ناممکن بات ہے۔"

(الفضل 16 دسمبر 1942ء)

1: بخاری کتاب النکاح باب قول الرجل لاخیہ انظر اَیَّ زَوْجَتَیَّ شِئْتَ حتی انزل لك عنها

2: متی باب 10 آیت 14